کرن کتاب

ہادیِ انسانیت

محمد ﷺ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



وَمَا اَرسَلنٰكَ اِلاَّ رَحمَةً لِّلعٰلَمِين

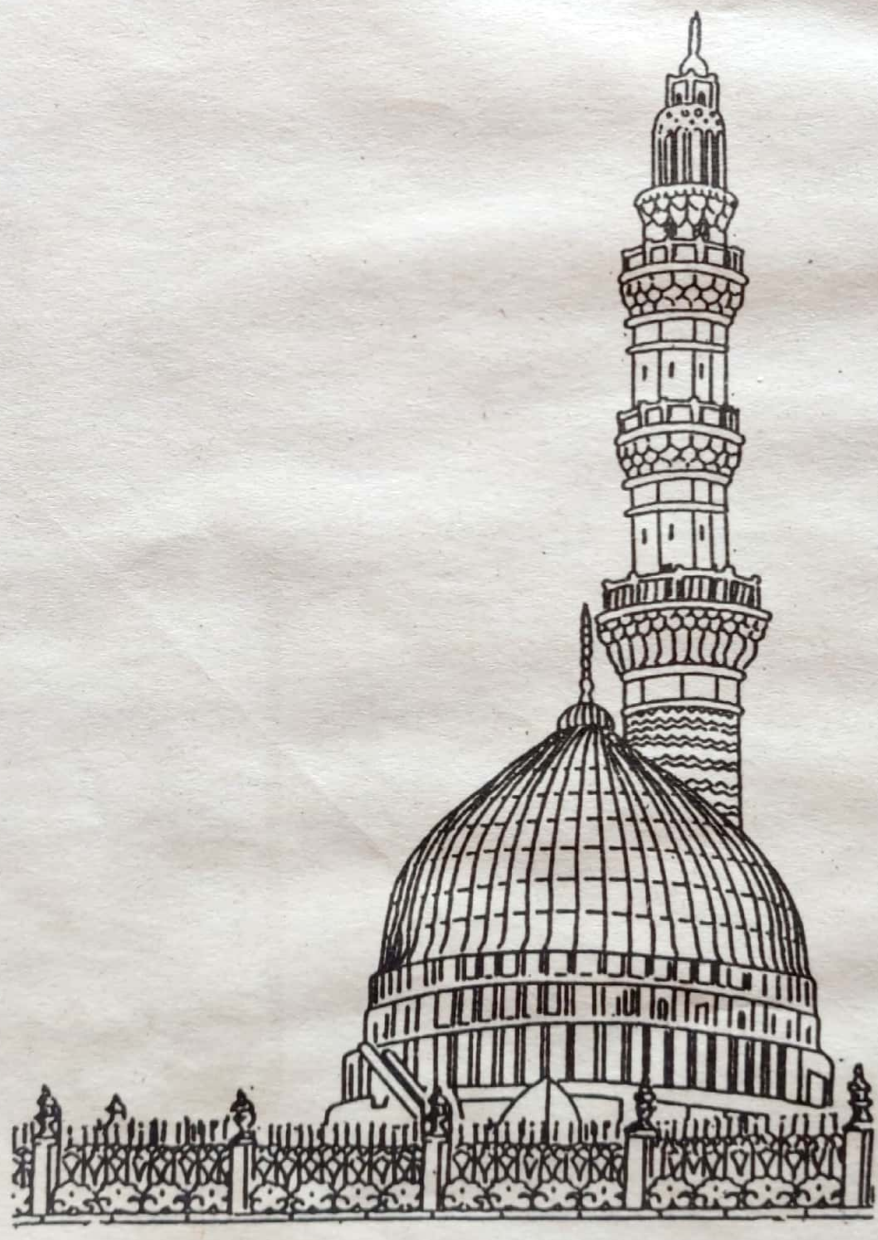
ہم نے آپ (محمد ﷺ)
کو تمام جہانوں کے لیے
رحمت بنا کر بھیجا۔

کرن کتاب

ہادیِ انسانیت

محمد

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



ماہنامہ کرن، ۳۷۔ اردو بازار کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعا

اے عالمِ نجوم و جواہر کے کردگار
مجھ کو بھی گرہ شام و سحر کھولنا سکھا
پلکوں پہ میں بھی چاند ستارے سجا سکوں
میزانِ حس میں مجھ کو گہر تولنا سکھا
اب زہر ذائقے ہیں زبان حروف کے
ان ذائقوں میں خاکِ شفا گھولنا سکھا
دل مبتلا ہے کب سے عذابِ سکوت میں
تو ربِ نطق و لب ہے مجھے بولنا سکھا

وَمَا اَرسَلنٰكَ اِلاَّ رَحمَةً لِّلعٰلَمِين

ہم نے آپ (محمد ﷺ) کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

ختم الرسل

محمد

صلی اللہ علیہ وسلم

محمدؐ سیدِ کونین، سردارِ دو عالم ہیں
وہی فخرِ عرب، نازِ عجم، نورِ مجسم ہیں

قبائے ہر شرف جس قامتِ ذاتی پہ تنگ آئے
بنے جو ہار اُن کا اس گُلِ عظمت پہ رنگ آئے

صباحت میں گُلِ رعنا، شرافت میں مہِ کامل
سخاوت میں سمندر، ہمتوں میں دہر کا حاصل

حمد باری تعالیٰ

حسبی ربی جل اللہ مافی قلبی غیر اللہ
نور محمد صلی اللہ لاالہ الااللہ

اول وآخر ہے اللہ باطن وظاہر ہے اللہ
حافظ وناصر ہے اللہ لاالہ الا اللہ

دیکھتے کیا ہو اہل جنت آپہنچے محبوب خدا
یعنی ہو چکے جلوہ نما' لاالہ الا اللہ

کون ومکاں میں ہے اللہ دونوں جہاں میں ہے اللہ
جسم میں جاں میں ہے اللہ لاالہ الا اللہ

اعلی جس کی ذات وہی اعلی جس کی صفات وہی
رکھ لی جس نے بات وہی لاالہ الا اللہ

حسبی ربی جس نے کہا فیض کے دریا کو پایا
گوہر مقصد ہاتھ آیا لاالہ الا اللہ

کھل جائیں در جنت کے دوزخ کی سب آگ بجھے
دل سے کوئی ایک بار کہے لاالہ الا اللہ

عرض غلام فقیر ہے اب داخل رحمت ہوں ہم سب
ذکر قبول ہو یہ یارب لاالہ الااللہ

❄ ❄ ❄

لائق حمد و ثناء ہے وہ ذات جس کی جانب سے اس کائنات میں رحمتیں نازل کی گئیں۔ جس نے انسان کی خاطر زمین کی گود زر و جواہر سے بھر دی سمندر کی تہ میں دہن صدف کو موتی سے بھر دیا، فرش زمین پر سبزے کی مخمل بچھا دی درختوں کو پھولوں کے ہار پہنا کر دامن گل میں خوشبو بھر دی جبین فلک پر ثریا کا جھومر سجا کر آفتاب و مہتاب کی قندیلیں روشن کر دیں اور خود انسان کے فانوس جسم میں ایک ایسا چراغ عقل روشن کر دیا کہ اگر وہ چاہے تو اس کی روشنی میں ستاروں اور سیاروں پر کمند پھینک دے، اور جب اس کی رحمت نے کچھ اور جوش مارا تو انسان کو پانی، روشنی اور ہوا جیسے مدارات زندگی بھی مفت اور بلا معاوضہ عطا کر دیے ورنہ اگر سورج کہیں ہر مہینے اپنی ایک دن کی روشنی کا بل بنا کر بھیجا کرتا تو اقوام عالم کے خزانے خالی ہو جاتے۔ لیکن اس کی ادائیگی ممکن نہ ہوتی، اور یہ بھی قدرت کا ایک عظیم احسان ہے کہ اس نے عطائے نعمت اور تقسیم رحمت کے لیے انسان کو اپنا مختار نہیں بنایا، بلکہ سب کچھ اپنے دست قدرت میں رکھا، ورنہ اگر کہیں ان مدارات زندگی میں بھی ہر انسان کو اختیار ہوتا تو یہ زمین ہمیشہ کے لیے فسادات و ہنگاموں کی آماجگاہ بن کر رہ جاتی اور دیگر انسانوں پر عرصہ حیات تنگ ہو جاتا سوال یہ ہے کہ آخر انسان کو یہ تمام نعمتیں کس لیے عطا کی گئیں! تو اس کا جواب سادہ یہ ہے کہ وہ اپنے خالق کے سوا کسی دوسرے کا ممنون احسان نہ ہو اور نہ ہر دم اس احساس محرومی میں مبتلا رہے کہ پیدا کرنے والے نے ہدایت فطری کے بغیر تو پیدا ہی کیا تھا لیکن اپنی نعمات سے بھی محروم رکھا! منشائے ایزدی یہ تھا کہ جب انسان اس دنیا میں قدم قدم پر نعمات الٰہی کے دستر خوان بچھے ہوئے دیکھے تو ان کے ذریعے اپنے خالق کو پہچان لے اور ان کا شکر ادا کرنے کے لیے اس کی بارگاہ میں سربسجود ہو جائے۔

اگر دیکھا جائے تو پانی اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت ہے کہ اگر اس کی عطا نہ ہوتی تو انسان ایک ایک دانہ رزق کو ترستا رہتا! تو اب پانی نعمت ہی نہیں رہا بلکہ رحمت بھی ہو گیا! لیکن رحمت رحمت اس وقت ہے جب اللہ کی جانب سے نازل یا عطا کیا جائے! ورنہ سمندر کا عام پانی جس میں شور اور تیزابیت ہوتی ہے چشم زدن میں لہلہاتی ہوئی کھیتیوں اور سبزہ زاروں کو تباہ و برباد کرنے والا ہوتا ہے! اب یہ پانی رحمت کب بنا جب ایک ادنیٰ سی شعاع آفتاب نے سطح سمندر سے بلند کر کے اس کو پنجہ قدرت میں پہنچا دیا اور اس کی جانب سے ابر کرم کی صورت میں آب نیساں بن کر زمین پر نازل ہوا۔

"وانزل من السماء ماء" (بقرہ ۲۲) تو اسی پانی نے کہیں دہن صدف میں گوہر نایاب پیدا کیا کہیں **نیشکر** کو شیرینی عطا کی کہیں سبزہ کو زعفران زار بنایا اور کہیں سوکھی ہوئی بنجر زمینوں کے شگافتہ زخموں کو بھر دیا اور وہ چمن جو نذر خزاں ہو چکے تھے ان میں بہار لوٹ آئی اور اسی تبدیلی کو اس نے اپنی رحمت قرار دیا ہے۔

ترجمہ : ۔ذرا اللہ کی رحمت کے آثار تو دیکھو کہ وہ کس طرح مردہ زمینوں کو حیات نو دیتی ہے۔

(سورہ روم۔۵۰)

اس کی صورت وہی رہی لیکن جب قدرت نے اس کو بلند کر کے دوبارہ زمین پر نازل کیا تو اس کی سیرت کو حیات سے بدل دیا۔

اب جس طرح قدرت نے پانی کو بلند کرنے کے بعد اس کی سیرت کو رحمت میں تبدیل کر دیا اسی طرح شب معراج جب ہمارے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو قدرت نے فلک پر لے جانے کے لیے زمین سے جذب کیا اور اس کے بعد دوبارہ زمین پر ارسال کیا تو ان کو بھی رحمت قرار دیا اور رحمت بھی ابر کرم کی طرح محدود نہیں جس کے علاقے محدود، اور نزول کے زمانے بھی مخصوص! بلکہ **وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین** (انبیاء ۱۰۷) فرما کر تمام عالمین کے لیے رحمت قرار دے دیا! اب نہ رسول کی شکل بدلی نہ ان کی بشریت میں فرق آیا البتہ مجسم رحمت بنا دیا اور ان کے دامن رحمت کو اس قدر وسیع کر دیا کہ اب کائنات کا کوئی

گوشہ اور کوئی لمحہ ان کی رحمت سے خالی نہیں رہ سکتا۔ اب اگر کسی کو اس پر حیرت ہے کہ ہمارے رسول فلک تک پہنچے کیسے تو پھر ان کو یہ غور کرنا چاہیے! اگر وہ چھوٹا سا ابر کرم تھا جو بلند ہوا! تو ہمارے رسول مجسم سحاب رحمت ہیں اور برق رحمت وہیں ہوتی ہے جہاں ابر رحمت ہوتا ہے اور یہ بھی مسلم کہ آپ بذریعہ براق فلک پر تشریف لے گئے اور براق وہ ہے۔ جو حقیقت میں جوہر برق ہے! لیکن اس کی سرعت اور رفتار کا اندازہ ابھی تک سائنس کو بھی نہیں ہوسکا ہے البتہ حیرت تو اس پر ہونی تھی کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دوبارہ زمین پر تشریف کیسے لائے۔

ارسلنک کیا ہے قدرت کا حق ارسال! میں نے آپ سے کوئی شے طلب کی تو اب یہ آپ کی مرضی ہے کہ میرے پہلی بار طلب کرنے پر بھیج دیں۔ یا سب کے بعد میں بھیجیں باہر سے خرید کر بھیج دیں یا جو آپ کے گھر میں سب سے بہتر موجود ہو اس کو بھیج دیں! یعنی یہ حق ارسال صرف بھیجنے والے کو ہوتا ہے کہ جب چاہے بھیج دے اور جس کو چاہے بھیج دے! طلب کرنے والا اس کو مجبور نہیں کر سکتا! جب ہم تاریخ انبیاء پر نگاہ ڈالتے ہیں تو یہ دیکھتے ہیں نہ اس نے ارسال کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی! بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بھیجے لیکن جب قدرت نے یہ دیکھا کہ اس کثرت کے باوجود بھی نہ اس کا پیغام عام ہوسکا نہ اس کام کی تکمیل ہو سکی جو ان کے سپرد کیا گیا تھا، تو اب آخر میں ایسی ذات کا بھیجنا اس کے لیے لازم ہو گیا جس کو اس نے سب سے اول میں بنایا تھا لیکن حجابات نور میں چھپا رکھا تھا، جس کی ذات اس کی صناعی کا اعلیٰ ترین نمونہ تھی، بلکہ اس کے جاہ و جلال اور کمال و جمال کا آئینہ تھی، تاکہ اس کو دیکھنے کے بعد کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اب بھی ارسال کرنے میں تھوڑی کمی باقی رہ گئی اور کس شان سے ارسال کیا اس کو رسالت عامہ کی خلعت فاخرہ پہنا کر **وما ارسلنک الا کافتہ للناس** (سبا ۲۸) اور عالمین کی رحمت کا تاج سر پر رکھ کر، تاکہ دیکھنے والے اس کے ارسال خصوصی کی شان بھی دیکھ لیں، بے شک مسلم کا دائرہ بلحاظ وسعت انبوئی کی کثرت سے بڑا ہے، لیکن انسانوں کا دائرہ اس سے بھی بڑا ہے، اس لیے اس نبی کو رسالت عامہ بھی عطا کر دی اور جب قدرت نے یہ دیکھا کہ زمین کا دائرہ انسانوں سے بڑا اور افلاک و کرسی کا دائرہ اس زمین سے بھی بڑا ہے تو فرمایا حبیب گھبرانا نہیں۔ اب ہم نے تمہارا دائرہ اس قدر وسیع کر دیا ہے کہ اس کائنات میں اس سے بڑا دائرہ ممکن نہیں ہو سکتا! یعنی جب تم عالمین کے لیے رحمت قرار دیے گئے! تو اب اس کائنات میں جمادات ہوں یا نباتات، حیوانات ہوں یا موجودات، زمین و آسمان پر جن و انس ہوں یا ملائکہ یہ تمام تمہارے دائرہ رحمت میں آ گئے اور اب کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم نے اپنا حق ارسال ادا نہیں کیا ہے۔ پالنے والے قربان تیری رحمت کے! اپنا حق ارسال بھی بتلا دیا اور اپنے رسول کے دامن رحمت کی وسعت بھی بتلا دی، لیکن ایک تشنگی رہ گئی یہ معلوم نہ ہو سکا کہ تیرے حبیب کی رحمت کی ابتدا کب ہوئی اور اس کا زمانہ رحمت کب ختم ہو گا بظاہر آیت میں **وما ارسلنک الا رحمت للعالمین** اس کی وضاحت نہیں نظر آتی لیکن ظاہر میں ایسا نہیں ہے اور یہی کمال قدرت ہے کہ کبھی بڑے سے بڑے واقعہ کی تفصیل **کھیعص** (مریم نمبر ا) جیسے مختصر سے لفظ میں پیش کر دیتی۔ ہے اور کبھی چھوٹے واقعہ کی تفصیل کے لیے ایک پورا سورہ نازل کرتی ہے بالکل یہی صورت یہاں بھی موجود ہے۔ یعنی قدرت نے رحمتہ اللعالمین فرما کر زمان و مکاں یا ماضی و مستقبل دونوں کے چہروں سے نقاب الٹ دی ہے۔ یعنی یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے اس رسول کو عرب کے لیے رحمت قرار دے کر بھیجا ورنہ کہا جاتا کہ رسول کی رحمت کی ابتداء اس وقت ہوئی جب عرب کا وجود ہوا اور نہ یہ فرمایا کہ اس نبی کو یورپ، امریکہ، ایران ترکی یا چین و جاپان کے لیے رحمت قرار دیا بلکہ رحمتہ للعالمین فرما کر بتلا دیا کہ اس کی رحمت عالمین کے ساتھ وابستہ ہے یا یہ کہہ دیجیے کہ جب یہ عالمین بنے

اور عالمین کب بنے جب رب العلمین نے ان کو بنایا! تو اب یہ لازم ہو گیا کہ عالمین کو بنانے والا رب پہلے سے موجود تھا۔ اس لیے اگر وہ نہ ہوتا تو یہ عالمین نہ ہوتے۔ اب جو اس کائنات کا رب ہے وہ خود رحیم بھی ہے۔ اس لیے یہ بھی ممکن نہیں رہا کہ رحیم موجود ہو اور اس کی رحمت کا وجود نہ ہو تو معلوم ہوا کہ وجود رحمت قبل عالمین ہوا نہ کہ عالمین کے بعد اور اس بات کی وضاحت اس طرح اور بھی ہو سکتی ہے کہ علی العالمین اور للعالمین دونوں میں بڑا فرق ہے **فضلکم علی العالمین** (اعراف ۱۴۰) تم کو عالمین پر افضل کیا! یعنی فضیلت بعد وجود ہوتی ہے یعنی جب موجود تھا تو افضل ہوا لیکن رحمتہ اللعلمین میں موجود رحمت قبل عالمین ہے۔ چونکہ وہ رحمت رحیم سے وابستہ ہونے کے بعد عالمین سے وابستہ ہوئی تو اب رسول کے زمانہ رحمت کی ابتداء قبل عالمین تسلیم کرنا ہو گی! اور اس وقت تک رہے گی جب تک کہ یہ عالمین باقی ہیں! اور اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ جہاں جہاں رب العلمین کی ربوبیت ہے تو اس کے رسول کی رحمت اس کے ساتھ ساتھ ہو گی! اب اگر کوئی ہم کو عالمین کی ابتداء بتادے تو رحمت رسول کی ابتداء ہم بھی اس کو بتا دیں گے۔ اب یہ ممکن نہیں کہ جس کی ابتداء قبل عالمین ہوئی ہو خود اس ذات کا وجود نہ ہو۔ البتہ یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ خود ہمارے لیے اس ذات کا ظہور نہیں ہوا تھا لیکن جیسا کہ متفقہ احادیث سے بھی ثابت ہے' وہ ذات اقدس تو اس وقت بھی موجود تھی **لولاک لما خلقت الافلاک** جب کہ یہ افلاک بھی نہ بنے تھے نہ زمین پر سبزے کی مخمل' نہ آفتاب و ماہتاب کی قندیلیں' نہ آفتاب کے سر پر کرنوں کا تاج' نہ رخ مہتاب پر چاندنی' کا آنچل نہ رخ افق پر شفق کا غازہ' نہ پیشانی' صبح پر ثریا کا جھومر' نہ یہ کوہ صحرا نہ اشجار سایہ' نہ یہ شور دریا' نہ امواج ساحل نہ صحن چمن پر تھی پھولوں کی چادر یعنی اس وقت تک اس زمین پر بھی کچھ نہ تھا۔ اب رہی جنت تو اس کا حال بھی کچھ مختلف نہ تھا نہ خلد بریں کی سجاوٹ ہوئی تھی نہ حوران جنت کے گیسو کھلے تھے' نہ طوبیٰ کی شاخوں میں حرکت ہوئی تھی' نہ تسنیم و کوثر میں موجیں اٹھی تھیں نہ عرش و کرسی کو رفعت ملی تھی' نہ آواز تسبیح کروبیاں تھی۔ نہ شور حمد و ثنائے ملک تھا نہ آواز کن سے گوش آشنا ہوئے تھے اور یہ عالم رنگ و بو تھا نہ جلوہ ہائے ذات و صفات کی نمو تھی ہاں اگر کوئی تھا تو ایک اس کی ذات واحد اور ایک اس کا آئینہ جمال' پھر ایک نور اور ایک قندیل نور یا پھر ایک کامل صفات یا پر تو صفات یعنی ایک بنانے والا تھا اور ایک بننے والا تھا اس کے سوا کائنات میں کچھ نہ تھا۔

اب لاہوت کے سناٹوں میں ایک آواز بلند ہوئی **اول ماخلق اللہ نوری** (مدارج النبوۃ ص ۱۶)

بس نور کے آنے کی دیر تھی' کہ عالم لاہوت جگمگا اٹھا۔ ملکوت کی بنیاد رکھی گئی ناسوت کا سامان ہونے لگا قصور جنت سجائے گئے' کوثر چھلکا' تسنیم نے ہلکورے لیے' نسیم سحری اٹھلا کے چلی' اشارہ کن سے طوبیٰ جھوما حوروں نے انگڑایاں لیں' صافین کی صفیں درست ہوئیں' عرش و کرسی کے گرد صافین کا حلقہ بنا' طائران جنت چہچہانے لگے ادھر کائنات میں پھول کھلے غنچے مسکرائے' دریا دوڑے' لہریں اچھلیں' حباب نے نگاہ اٹھا کر دیکھا اور اس طرح کائنات سج گئی' اور یہ سب کس کے دم قدم سے کس کے طفیل میں ہوا جس کی آمد پر دستر خوان عالم پر انبار لگ گئے تو یہ وہی مخلوق اول اور نور اول تھا جس کے ہونے پر سب کچھ ہو گیا' تو اب ایسی ذات جو وجہ تخلیق کائنات ہو اور جس کا نور قبل کائنات موجود ہو تو اگر اس کے ظہور پر قدرت نے اس کو رحمتہ للعالمین قرار دے دیا تو ہمارے لیے باعث حیرت نہیں ہو سکتا البتہ ان کے لیے ہو سکتا ہے جو عظمت ختمی مرتبت سے نا آشنا ہیں اور ان کی ذات والا صفات کو مظہر کمالات الہٰی ہونے کے باوجود اپنے جیسا ایک عام بشر خیال کرتے ہیں اور ابھی تک **انما انا بشر مثلکم** (کہف ۱۱۰) کی غلط توضیحات میں الجھ کر وحی الہٰی کو بھول گئے ہیں۔

وہ کمال مطلق ہے جب کہ ہم سراسر ناقص' وہ

اعلیٰ ہم ادنیٰ، وہ خالق ہم مخلوق، وہ معبود ہم عبد، وہ حاکم ہم محکوم، وہ آفتاب ہم ذرہ، اس لیے ہمارے اور اس کے درمیان کسی ایسی ذات کا ہونا لازم ہے. جو اس کے کمالات و صفات کی مظہر ہو تا کہ اس سے براہ راست فیض حاصل کر کے ہم تک پہنچا سکے اور جو بھی ایسی ذات ہو گی وہ مظہر الٰہی کہلائے گی اور فیضان رحمت ہو گی، اب مظہر و فیضان کیا ہیں تو اس کے لیے چند مثالیں پیش کرنا ضرور ہو گیا تا کہ ہمارا مقصد واضح ہو سکے اور اس کی حقیقت بھی ظاہر ہو جائے **مثلاً** "دریا ہے. جس کا شمار اس کے ادنیٰ سے فیضان رحمت سے ہوتا ہے چونکہ پانی جہاں انسان کے لیے اللہ کی ایک نعمت ہے اسی کے ساتھ بنجر زمینوں کے لیے اللہ کی رحمت بھی ہے. لیکن اس دریا کا رخ اچانک کہیں ہمارے کھیتوں کی طرف ہو جائے تو تھوڑی دیر میں نہ کھیت دکھائی دیں گے اور نہ جھونپڑی کا وجود باقی رہے گا یعنی چشم زدن میں دریا کا پانی سیلاب بن کر سب کچھ تباہ کر دے گا اب ہم کیا کرتے ہیں سب سے پہلے اس دریا سے بڑی نہریں، اور پھر ان بڑی نہروں سے چھوٹی نہریں، اور چھوٹی نہروں سے شاخیں اور پھر اس کے بعد ان شاخوں سے چھوٹی چھوٹی نالیاں نکالتے ہیں تب کہیں جا کر اس کا پانی ہمارے کھیت تک پہنچتا ہے تو اب دریا سے کھیت تک جتنی بڑی یا چھوٹی نہریں ان کی شاخیں اور نالیاں درمیان میں آئیں وہ تمام اس دریا کی مظہر اور فیضان کہلائیں گی! جن کا ایک جانب دریا سے تعلق ہوتا ہے تو دوسری جانب کھیت سے ملحق ہوتی ہیں۔ تو اب دریا خود کھیت تک نہیں پہنچا۔ اس کا پانی بھی وہی رہا لیکن جب فیضان کا ذریعہ درمیان میں آ گیا تو اب وہ تباہی لانے کی بجائے کھیت کے لیے آب حیات بن گیا اگر دریا کے یہ مظہر وسیلہ نہ بن جاتے تو ہم دریا کے فیض سے محروم ہو جاتے تو جب ہم ایک معمولی دریا سے براہ راست فیض حاصل نہ کر سکے تو اس مبداء فیض کی ذات مقدس تو بہت بلند ہے! جس کی ایک تجلی کو نہ کوہ طور جیسا پہاڑ سہہ سکا اور نہ موسیٰ جیسے نبی اس کو برداشت کر سکے! تو اس کے جلال و کمال کا براہ راست جلوہ دیکھنا تو بڑی بات ہے! جو ایک ادنیٰ سے انسان کے لیے تو کسی صورت میں بھی ممکن نہیں۔ جو اس کائنات کے لیے اس کی عطائے خاص ہے اگر ہم اس تک پہنچنے کی براہ راست کوشش کریں تو کرہ شمسی کی حدود میں داخل ہونے سے قبل ہی جل کر تباہ ہو جائیں گے کوئلہ بن جائیں گے لیکن یہ اسی سورج کی شعاعیں ہیں جو فیضان شمس ہونے کے باعث پھولوں کو رنگینی اور پھلوں کو شیرینی عطا کرتی ہیں اور خود ہمارے جسموں کے لیے توانائی کا باعث بن کر اللہ کی رحمت ہیں تو ہم نے سورج سے کب فیض حاصل کیا جب اس کی شعاعیں ہمارے درمیان وسیلہ بن گئیں بے شک پروانہ براہ راست شمع تک پہنچ سکتا ہے لیکن جل کر خاک بھی ہو جائے گا اور جب صبح ہو گی اس کے بال و پر بھی ملنا دشوار ہوں گے لیکن اگر پروانے اور شمع کے درمیان ایک آئینہ آ جائے تو پھر وہ جلنے سے محفوظ ہو کر رات بھر شمع کے گرد نثار ہوتا رہے گا یا اگر ہم کاغذات کو براہ راست شمع کی لو پر رکھ دیں تو جل کر راکھ ہو جائے لیکن اگر کسی کاغذ کو صرف نور شمع میں دیکھا جائے تو پھر تحریر بھی روشن اور الفاظ منور نظر آئیں گے چونکہ اس شمع کا مظہر وہ نور ہے. جو ایک جانب سے کاغذ سے متصل ہے تو دوسری جانب شمع سے متحد ہے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب ہم پروردگار عالم سے براہ راست فیض حاصل نہیں کر سکتے تو اب قدرت کے لیے کسی ایسی ذات کا پیدا کرنا بھی لازم تھا جو اس کے کمالات و صفات کی مظہر ہو اور ہم تک اس کے فیض کو پہنچا سکے یا ہمارے اور اس کے درمیان وسیلہ بن سکے تو اب اس کائنات میں صرف وہ ذات ہمارا وسیلہ بن سکتی ہے جو ادھر بندوں سے تعلق رکھتی ہو ادھر معبود سے وابستہ ہو یا یہ کہہ دیجئے کہ اگر بشریت میں ہم سے تعلق رکھتی ہو تو یُوحیٰ اِلَیَّ میں اس کے ساتھ ہو تو اب قدرت نے اس تمام کائنات میں صرف ایک بشر ایسا پیدا کیا جو ہمارے لیے وسیلہ بھی بنا اور اس کے جمال و کمال کا



مکمل آئینہ تھا یا اس کے کمالات ممکن کا آخری باب تھا اور اسی کو رحمتہ اللعالمین قرار دیا، یعنی اب جس کو بھی اس کائنات میں ہمارے فیض حاصل کرنے ہیں وہ اس کے دامن رحمت سے منسلک ہو جائے تو اب اس ذات سے صرف عام انسانوں ہی نے فیض حاصل نہیں کیئے بلکہ تمام انبیاء نے کمالات بھی اسی ذات کے دامن فیض سے حاصل کیے۔ یعنی اگر حضرت آدم علیہ السلام نے علم لیا تو حضرت نوح علیہ السلام نے فہم حاصل کیا اگر حضرت یحیٰی علیہ السلام کو زہد ملا تو اسی ذات سے حضرت داوٗد علیہ السلام کی چٹکی کو وہ طاقت عطا کی جو لوہے کو موم کر دے اگر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کے دوش پر رفعت حاصل کی تو بھی اسی ذات کے صدقے میں، حضرت یوسف علیہ السلام بھی کسی سے پیچھے رہنے والے نہ تھے انہوں نے بھی دامن سے لپٹ کر اپنے لیے جمال مانگ لیا حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ ذات نہ ہوتی تو اس کائنات میں اس کے فیضان کرم کے چشمے بھی جاری نہ ہوتے اور نہ انسانوں پر اللہ کی نعمتیں اور رحمتیں نازل ہوتیں اور یہی سبب ہے کہ ایک ہم ہی نہیں بلکہ رات دن عرش اعلیٰ کے ملائکہ بھی اس ذات پر سلام و درود بھیجتے رہتے ہیں۔

نعت رسول ﷺ

نوری محفل پہ چادر تنی نور کی نور پھیلا ہوا آج کی رات ہے
چاندنی میں ہیں ڈوبے ہوئے دو جہاں کون جلوہ نما آج کی رات ہے

عرش پر دھوم ہے فرش پر دھوم ہے ہے وہ بدبخت جو آج محروم ہے
پھر یہ آئے گی شب کس کو معلوم ہے ہم پہ لطف خدا آج کی رات ہے

مومنو! آج گنج سخا لوٹ لو' لوٹ لو اے مریضو شفا لوٹ لو
عاصیو رحمت مصطفیٰ لوٹ لو باب رحمت کھلا آج کی رات ہے

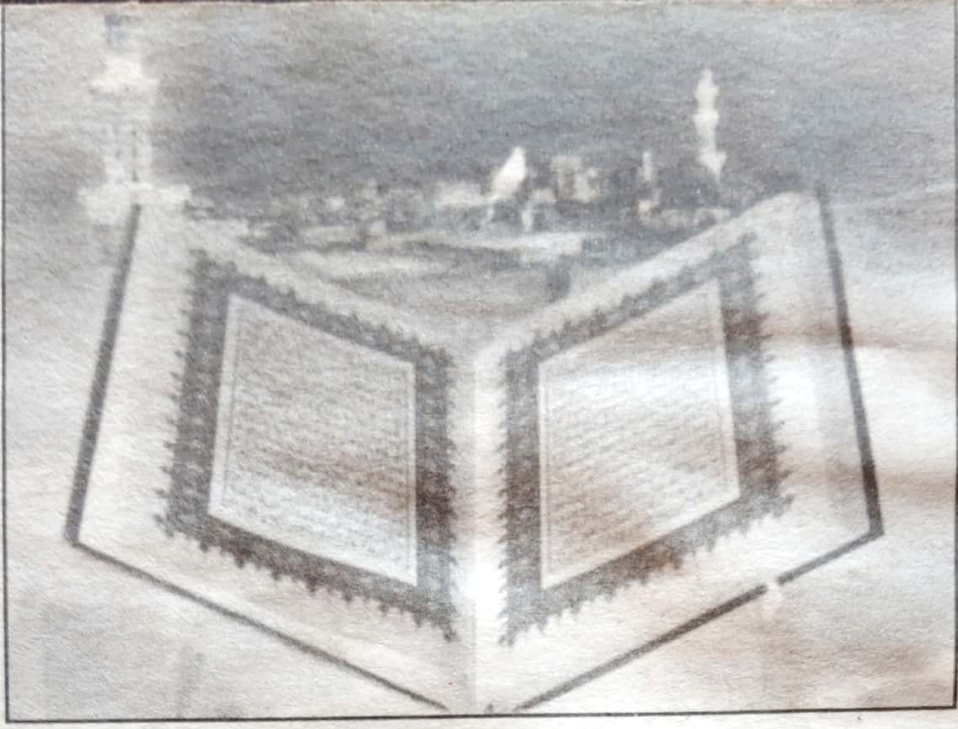
ابر رحمت ہیں محفل پہ چھائے ہوئے آسماں سے ملائک ہیں آئے ہوئے
خود محمد ہیں تشریف لائے ہوئے کس قدر جاں فزا آج کی رات ہے

مانگ لو مانگ لو چشم تر مانگ لو درد دل اور حسن نظر مانگ لو
کملی والے کی نگری میں گھر مانگ لو مانگنے کا مزا آج کی رات ہے

اس طرف نور ہے اس طرف نور ہے سارا عالم مسرت سے معمور ہے
جس کو دیکھو وہی آج مسرور ہے مہک اٹھی فضا آج کی رات ہے

وقت لائے خدا سب مدینے چلیں لوٹنے رحمتوں کے خزینے چلیں
سب کی منزل کی جانب سفینے چلیں میری صائم دعا آج کی رات ہے

❄ ♡ ♡ ❄



بشریت کاملہ

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات عالی صفات تمام اخلاق و خصائل، صفات و جمال میں اعلیٰ و اشرف اقوی ہے۔ ان تمام کمالات و محاسن کا احاطہ کرنا اور بیان کرنا انسانی قدرت و طاقت کے باہر ہے کیونکہ وہ تمام کمالات جن کا عالم امکان میں تصور ممکن ہے، سب کے سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں۔ تمام انبیاء و مرسلین آپ کے آفتاب کمال کے چاند اور انوار جمال کے مظہر ہیں۔

امتیاز خصوصی

امام نووی رحمتہ اللہ علیہ کتاب ""تہذیب"" میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اخلاق و عادات کی تمام خوبیاں اور کمالات اور اعلا صفات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں جمع فرما دی تھیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اولین و آخرین کے علوم سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان شان تھے بہرہ ور فرمایا تھا۔ حالانکہ آپ امی تھے، کچھ لکھ پڑھ نہ سکتے تھے، نہ انسانوں میں سے کوئی آپ کا معلم تھا، اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے علوم عطا فرمائے گئے تھے جو اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات میں کسی اور کو نہیں دیئے۔ آپ کو کائنات ارضی (زمین) کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں مگر آپ ﷺ نے دنیوی مال و متاع کے بدلے ہمیشہ آخرت کو ترجیح دی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، علم و حکمت کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ سب سے زیادہ محترم، سب سے زیادہ منصف، سب سے زیادہ حلیم و بردبار، سب سے زیادہ پاک دامن و عفیف اور لوگوں کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے اور لوگوں کی ایذا رسانی پر سب سے زیادہ صبر و تحمل کرنے والے تھے (وسائل الوصول الی شمائل الرسول)

بخاری و مسلم میں سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ حسین، بہادر اور فیاض تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ تمام انسانوں میں سب سے اشرف تھے اور آپ کے مزاج میں سب سے زیادہ اعتدال تھا اور جس میں یہ اوصاف ہوں تو اس کا ہر فعل بہترین افعال کا نمونہ ہو گا۔ وہ تمام لوگوں میں حسین ترین صورت والا ہو گا اور اس کا خلق اعلا ترین اخلاق کا نمونہ ہو گا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جملہ جسمانی اور روحانی کمالات کے جامع اور خوب صورت اور نیک سیرتی کے حامل تھے اور سب سے زیادہ کرم، سب سے زیادہ بڑھ کر سخی اور سب سے بڑھ کر جود و سخا والے تھے۔

صورت زیبا

حدیث شریف : حضورت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو خوب صورت نہیں دیکھا۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک میں سورج تیر رہا ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تھے تو دیواروں پر اس کی چمک پڑتی تھی۔ (مدارج النبوۃ۔از کتاب الشفاء) ہند بن ابی ہالہ سے روایت ہے۔

دیکھنے والوں کی نظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور عظیم، بزرگ اور دبدبے والا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ایسا چمکتا تھا جیسے چودھویں کا چاند چمکتا ہے۔

حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طیب ومطیب ہونا

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے کوئی عنبر اور کوئی مشک اور کوئی خوشبودار چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہک سے زیادہ خوشبودار ہرگز نہیں دیکھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سے مصافحہ فرماتے تھے، تمام دن اس شخص کو مصافحہ کی خوشبو آتی رہتی اور جب کسی بچے کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو وہ خوشبو کے سبب دوسرے لڑکوں میں پہچانا جاتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی راستے سے گزرتے اور کوئی شخص آپ کی تلاش میں جاتا تو وہ خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ اس راستے سے تشریف لے گئے ہیں۔ یہ خوشبو بغیر خوشبو لگائے خود آپ کے بدن مبارک میں تھی۔

بس گئی ہے فضا میں نکہت حسن
وہ جہاں بھی جدھر سے گزرے ہیں
(عارفی، نشر الطیب)

حلم وعفو

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر، بردباری اور درگزر کرنے کی صفات، نبوت کی عظیم ترین صفتوں میں سے ہیں۔

حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی اپنے ذاتی معاملہ اور مال ودولت کے سلسلے میں کسی سے انتقام نہیں لیا مگر اس شخص سے جس نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام قرار دیا تو اس سے اللہ تعالیٰ ہی کے لیے بدلہ لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ اشد و سخت صبر غزوہ احد میں تھا کہ کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ ومقابلہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید ترین رنج پہنچایا۔ مگر آپ نے ان پر نہ صرف صبر وعفو پر ہی اکتفا فرمایا بلکہ ان پر شفقت ورحم فرماتے ہوئے ان کو اس ظلم وجہل میں معذور گردانا۔

اور جب صحابہ رضوان اللہ اجمعین کو بہت شاق گزرا تو کہنے لگے۔ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کاش ان پر بددعا فرماتے کہ وہ ہلاک ہو جاتے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں لعنت کے لیے مبعوث نہیں ہوا ہوں بلکہ میں حق کی دعوت اور جہان کے لیے رحمت ہو کر مبعوث ہوا ہوں۔"
(الشفاء، مدارج النبوۃ)

رحمت عالم ﷺ کی شان عفو وکرم

کفار مکہ اکیس سال تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے نام لیواؤں کو ستاتے رہے۔ ظلم وستم کا کوئی حربہ ایسا نہ تھا جو انہوں نے خدائے واحد کے پرستاروں پر نہ آزمایا ہو حتی کہ وہ گھربار اور وطن تک چھوڑنے پر مجبور ہو گئے لیکن جب مکہ فتح ہوا تو اسلام کے یہ بدترین دشمن مکمل طور پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم وکرم پر تھے اور آپ کا ایک اشارہ ان سب کو خاک وخون میں ملا سکتا تھا لیکن ہوا کیا؟

ان تمام جباران قریش سے جو خوف اور ندامت سے سر نیچے ڈال آپ کے سامنے کھڑے تھے۔ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔

"تمہیں معلوم ہے میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟" انہوں نے دبی دبی زبان سے جواب دیا۔

"اے صادق! اے امین! تم ہمارے شریف بھائی اور شریف برادر زادے ہو، ہم نے تمہیں ہمیشہ رحم دل پایا ہے۔" آپؐ نے فرمایا۔

"آج میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔" حضور نے فرمایا۔

"تم پر کچھ الزام نہیں، جاؤ آج تم سب آزاد ہو۔" (کتاب۔ الشفا، ابن ہشام)

فطرت سلیمہ

آپؐ تمام احوال و اقوال و افعال میں کبائر سے اور محققین کے نزدیک صغائر سے بھی معصوم تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی قسم کی وعدہ خلافی یا حق سے اعراض کا صدور ممکن ہی نہ تھا، نہ قصداً، نہ سہواً، نہ صحت میں نہ مرض میں نہ واقعی مراد لینے میں، نہ خوش طبعی میں، نہ خوشی میں، نہ غضب میں۔ (نشر الطیب)

ایفائے عہد

جنگ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی اور مسلمانوں کو ایک ایک آدمی کی اشد ضرورت تھی۔ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما اور ابو حسیل رضی دو صحابی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی "یا رسول اللہ! ہم مکہ سے آرہے تھے۔ راستے میں کفار نے ہم کو گرفتار کرلیا تھا اور اس شرط پر رہا کیا تھا کہ ہم لڑائی میں آپ کا ساتھ نہ دیں گے لیکن یہ مجبوری کا عہد تھا، ہم ضرور کافروں کے خلاف لڑیں گے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "ہرگز نہیں تم اپنا وعدہ پورا کرو اور لڑائی کے میدان سے واپس چلے جاؤ۔ ہم (مسلمان) ہر حال میں وعدہ پورا کریں گے۔

ہم کو صرف خدا کی مدد درکار ہے۔"

(صحیح مسلم باب الوفاء بالعہد صفحہ ۸۹ جلد دوم)

شجاعت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو اور لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ سخاوت، شجاعت، قوت مردمی اور مقابل پر غلبہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے قبل بھی اور بعد یعنی زمانہ نبوت میں بھی صاحب وجاہت تھے۔ (نشر الطیب)

غزوہ حنین کے موقع پر کفار کے تیروں کی بوچھاڑ سے صحابہ کرام میں ایک قسم کا ہیجان، پریشانی، تزلزل اور ڈگمگاہٹ پیدا ہو گئی تھی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جگہ سے جنبش تک نہ فرمائی۔ حالانکہ گھوڑے پر سوار تھے اور ابو سفیان حارث رضی اللہ تعالی عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کی لگام پکڑے کھڑے تھے کفار چاہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کردیں چنانچہ آپؐ گھوڑے سے اترے اور اللہ تعالی سے مدد مانگی۔ اور زمین سے ایک مشت خاک لے کر دشمنوں کی طرف پھینکی تو کوئی کافر ایسا نہ تھا جس کی آنکھ اس خاک سے نہ بھر گئی ہو۔ اس روز آپ سے زیادہ بہادر، شجاع اور دلیر کوئی نہ دیکھا گیا۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی شجاع دیکھا اور نہ مضبوط دیکھا اور نہ فیاض دیکھا اور نہ دوسرے اخلاق کے اعتبار سے پسندیدہ دیکھا اور ہم جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ میں پناہ لیتے تھے اور بڑا شجاع وہ شخص سمجھا جاتا تھا جو میدان جنگ میں آپ سے نزدیک رہتا جب کہ آپؐ دشمن کے قریب ہوتے تھے کیونکہ اس صورت میں اس شخص کو بھی دشمن کے قریب رہنا پڑتا تھا۔ (نشر الطیب)

نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان گیا
مرے مولی مرے آقا ترے قربان گیا

دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پر قربان گیا

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

جان ودل ہوش وخرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

♥ ♡ ♡ ♥

سخاوت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اول تو تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے (کوئی بھی آپ کی سخاوت کا مقابلہ نہ کرتا تھا کہ خود فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے اور عطاؤں میں بادشاہوں کو شرمندہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ نہایت سخت احتیاج کی حالت میں ایک عورت نے چادر پیش کی اور سخت ضرورت کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنی' اسی وقت ایک شخص نے مانگ لی' آپ نے مرحمت فرمادی۔ آپ قرض لے کر ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا فرماتے تھے اور قرض خواہ کے سخت تقاضے کے وقت کہیں سے اگر کچھ آگیا اور ادائے قرض کے بعد بچ گیا تو جب تک تقسیم نہ ہو جائے گھر میں تشریف نہ لے جاتے تھے' بالخصوص رمضان المبارک کے مہینے میں اخیر تک بہت ہی فیاض رہتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ ماہ کی فیاضی بھی اس مہینے کی فیاضی کے برابر نہ ہوتی تھی اس مہینے میں جب بھی حضرت جبریل علیہ اسلام تشریف لاتے اور آپ کو کلام اللہ سناتے' اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی اور نفع رسانی میں تیز بارش لانے والی ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے۔ (خصائل نبوی)

قناعت و توکل

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے دن کے واسطے کسی چیز کا ذخیرہ بنا کر نہیں رکھتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

یعنی جو چیز ہوتی کھلا پلا کر ختم فرمادیتے۔ اس خیال سے کہ کل پھر ضرورت ہو گی' اس کو محفوظ نہ رکھتے تھے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غایت درجہ کا توکل تھا کہ جس مالک نے آج دیا ہے' وہ کل بھی عطا فرمائے گا' یہ صرف اپنی ذات کے لیے تھا ورنہ ازدواج مطہرات کا نفقہ ان کے حوالے کر دیا جاتا تھا کہ وہ جس طرح چاہیں تصرف میں لائیں۔ چاہیں رکھیں یا تقسیم کر دیں مگر وہ بھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواج تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں ایک بار دو گونیں درہموں کی نذرانے کے طور پر پیش کی گئیں جن میں ایک لاکھ درہم سے زیادہ تھے۔ انہوں نے طباق منگوایا اور بھر بھر کر تقسیم فرمادیا۔ خود روزہ دار تھیں' افطار کے وقت ایک روٹی اور زیتون کا تیل تھا جس سے افطار فرمایا۔ باندی نے عرض کیا۔ ایک درہم کا آج گوشت منگا لیتیں تو آج ہم اسی سے افطار کر لیتے۔ ارشاد فرمایا کہ اب طعن دینے سے کیا ہو سکتا ہے' اسی وقت یاد دلا دیتی تو منگا دیتی۔ (خصائل نبوی)

انکسار طبعی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بروئے عادت سخت گو نہ تھے اور نہ بہ تکلف سخت گو بنتے تھے اور نہ بازاروں میں خلاف وقار باتیں کرنے والے تھے اور برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے تھے بلکہ معاف فرما دیتے تھے۔ غایت حیا سے آپ کی نگاہ کسی شخص کے چہرے پر نہ ٹھہرتی تھی اور کسی نامناسب بات کا اگر کسی ضرورت سے ذکر کرنا ہی پڑتا تو کنایہ میں فرماتے۔

دیانت و امانت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت حق کا آغاز فرمایا تو ساری قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمن بن گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی لیکن اس حالت میں بھی کوئی مشرک ایسا نہ تھا جو آپ کی دیانت و امانت پر شک کرتا ہو بلکہ یہ لوگ اپنا روپیہ' پیسہ وغیرہ لا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے پاس امانت رکھواتے' اور مکہ میں کسی دوسرے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر امین نہیں سمجھتے تھے۔ ہجرت کے موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ' کو پیچھے چھوڑنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ وہ تمام لوگوں کی امانتیں واپس کر کے

مدینے آئیں۔(مدارج النبوۃ)

صاف دل ہونا

ابن مسعود بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تاکید فرمائی کہ میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سے مجھ سے کوئی شخص کسی کی کوئی بات نہ پہنچایا کرے کیونکہ میرا دل چاہتا ہے کہ جب میں تمہارے پاس آؤں تو میرا دل تم سب کی طرف سے صاف ہو۔(ابوداؤد' ترجمان السنہ' کتاب الشفاء)

نرمی اور شفقت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے خوش اخلاق تھے۔ایک روز مجھے کسی ضرورت کے لیے بھیجا۔میں نے کہا کہ خدا کی قسم میں نہ جاؤں گا اور میرے دل میں یہ تھا کہ جو حکم مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے' اس کے لیے ضرور جاؤں گا۔پھر میں نکلا اور میرا گزر کچھ بچوں پر ہوا جو بازار میں کھیل رہے تھے۔اتنے میں ناگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر کے بال پکڑے۔جب میں نے آپؐ کی طرف دیکھا تو آپ کو ہنستا ہوا پایا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔"انس! تم وہاں گئے تھے جہاں میں نے تم کو بھیجا تھا؟" میں نے کہا "ہاں جاؤں گا یا رسول اللہ۔"
(مشکوٰۃ' حیات المسلمین)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اس وقت سے کی جبکہ میں آٹھ برس کا تھا۔میں نے آپؐ کی خدمت دس برس تک کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بات پر یا کسی غلطی پر جو میرے ہاتھ سے ہوئی' مجھے ملامت نہیں کی۔اگر اہل بیت میں سے کسی نے بھی ملامت کی تو آپؐ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو' اگر تقدیر میں کوئی بات ہوتی ہے تو ہو کر رہتی ہے۔(مشکوٰۃ)

بعض شمائل وعادات طیبہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور دریافت فرماتے کہ کیا کوئی مریض ہے' جس کی عیادت کروں یا کوئی جنازہ ہے کہ اس کی نماز پڑھوں۔اگر ضرورت ہوتی تو تشریف لے جاتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھتے اور زمین پر ہی بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے اور اکثر زمین پر ہی استراحت فرماتے۔غریب اور بے سہارا لوگوں کی عیادت کو تشریف لے جاتے اور خود ان کا کام کاج کرتے' کبھی کسی کو حقیر نہ سمجھتے' ہمیشہ غریبوں کے جنازے میں شریک ہوتے' کمزور' فاقہ مست اور مفلس لوگوں کے پاس خود جاتے اور ان کی اعانت فرماتے۔غریب سے غریب آدمی کی بھی دعوت قبول فرما لیتے۔غریبوں اور تنگدستوں کی مدد کرتے' ان کا بوجھ اٹھاتے' مہمانوں کی مدارات کرتے اور بھلائی کے کاموں میں تعاون فرماتے۔(صلی اللہ علیہ وسلم کثیراً کثیرا)

اپنے ساتھیوں میں سے جب کس کو کہیں کا حاکم وغیرہ بنا کر بھیجتے تو اس کو یہی نصیحت فرماتے "لوگوں کو اچھی باتیں بتانا' ان کے لیے آسانیاں پیدا کرنا' دین کو اس طرح پیش کرنا کہ انہیں اس کی رغبت ہو' انہیں احکام سے مصیبت میں نہ ڈالنا وغیرہ۔

جو لوگ اہل علم و فضل والے اور اچھے اخلاق والے ہوتے' آپ ان کی عزت و احترام فرماتے' جو لوگ عزت و مرتبے والے ہوتے' ان پر آپ احسان فرماتے۔عزیز و اقارب کی عزت کرتے اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتے اپنے عزیز و اقارب میں یہ نہ دیکھتے کہ کون افضل ہے اور کون نہیں' جس کو زیادہ مستحق سمجھتے' اس کی زیادہ مدد کرتے' جب اپنے ساتھیوں سے ملتے' ان سے خود سلام کرتے اور بڑی گرمجوشی کے ساتھ مصافحہ کرتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد کا حکم فرماتے تو خود سب سے پہلے جہاد کے لیے تیار ہو جاتے اور جب میدان کارزار گرم ہوتا تو سب سے آگے اور دشمن کے

سب سے زیادہ قریب ہوتے۔
(ماخوذ از وسائل الوصول الیٰ شمائل الرسول)

تحمل و درگزر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ایذا دینے پر سب سے زیادہ صابر تھے اور سب سے زیادہ حلیم تھے۔

برائی کرنے والوں سے درگزر فرماتے تھے اور جو شخص آپ سے بدسلوکی کرتا تھا، آپ اس سے نیک سلوک کرتے اور جو شخص آپ کو نہ دیتا، آپ اس کو دیتے اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم کرتا، آپ اس سے درگزر فرماتے اور کسی کام کے دو پہلوؤں میں جو آسان ہوتا، آپ اس کو اختیار فرماتے۔ بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتا (اس میں اپنے متبعین کے لیے آسانی کی رعایت فرمائی نیز تجربہ ہے کہ آسان پسند طبیعت دوسروں کے لیے بھی آسانی تجویز کرتی ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام نہیں لیا، آپ نے کبھی کسی چیز کو (یعنی آدمی یا جانور کو) اپنے دست مبارک سے نہیں مارا، اللہ کی راہ میں جو جہاد کیا وہ اور بات ہے۔ (شمائل ترمذی، نشر الطیب)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اللہ تعالیٰ کے جہاد کے علاوہ کبھی کسی کو نہیں مارا، نہ کبھی کسی باندی کو نہ کسی عورت (بیوی یا باندی کو مارا) آپ فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے ظلم کا بدلہ لیا ہو، البتہ اللہ کی حرمتوں میں سے کسی کی توہین ہوتی ہو (مثلاً" کسی حرام فعل کا کوئی مرتکب ہوتا ہو) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ غصے والا کوئی شخص نہیں ہوتا تھا۔ (شمائل ترمذی)

ایک مرتبہ اک بدوی آیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر پکڑ کر اس زور سے کھینچی کہ گردن مبارک پر نشان پڑ گیا اور کہا کہ میرے ان اونٹوں پر غلہ لدوا دو۔ تم اپنے مال میں سے یا اپنے باپ کے مال میں سے نہیں دیتے ہو (گویا بیت المال کا مال ہم ہی لوگوں کا ہے تمہارا نہیں ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جب تک تو اس چادر کو کھینچنے کا بدلہ نہیں دے گا، میں غلہ نہیں دوں گا۔" اس نے کہا۔ "خدا کی قسم، میں بدلہ نہیں دیتا۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرما رہے تھے اور اس کے اونٹوں پر غلہ لدوا دیا۔ (خصائل نبوی)

مسکنت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مریضوں کی عیادت فرماتے تھے، جنازوں میں شرکت فرماتے تھے، دراز گوش پر سوار ہو جاتے تھے اور غلاموں کی دعوت قبول فرما لیتے تھے۔

اور اپنی بکری کا دودھ دوھ لیتے اور کپڑے میں خود پیوند لگا لیتے اور اپنے پاپوش کو (وقت ضرورت) سی لیا کرتے۔ (ابن سعد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدمت گار کے ساتھ کھانا کھا لیتے اور اس کے ساتھ آٹا گوندھوا لیتے، اپنا سودا سلف بازار سے خود لے آتے اور سب سے بڑھ کر احسان کرنے والے اور عدل کرنے والے اور سچ بولنے والے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

رفق و تواضع

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت حلیم تھے، نہ کسی کو دشنام دیتے تھے، نہ سخت بات فرماتے، نہ لعنت کرتے، نہ بددعا دیتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کافر اور دشمن سے بھی اس کی تالیف قلب کی توقع پر کشادہ روی کے ساتھ پیش آتے تھے اور ظاہر کی بے تمیزی کی بات پر صبر فرماتے اور اپنے گھر میں آکر گھر والوں کے کام کا انتظام فرماتے اور چادر اوڑھنے میں بہت اہتمام فرماتے کہ اس میں



ہاتھ اور پیر ظاہر نہ ہوں (غالباً" بیٹھنے کی حالت میں ایسا ہوتا ہوگا) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کشادہ روی اور انصاف سب کے لیے عام تھا اور غصہ آپ کو بے تاب نہیں کرتا تھا۔

اور اپنے ہم جلیسوں سے کوئی بات (خلاف ظاہر) دل میں نہ رکھتے تھے اور آنکھوں کی خیانت (یعنی دزدیدہ نظر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تھی تو قلب کی خیانت کا تو کیا احتمال ہے۔ (نشر الطیب)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بری عادتوں میں جھوٹ بہت ناگوار ہوتا تھا۔ (بیہقی۔ ابن سعد)

امور طبعی

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑے سخی تھے۔ کسی سوال کرنے والے کو نہیں، کبھی نہیں فرمایا۔ ہوا تو فوراً" دے دیا ورنہ نرمی سے سمجھا دیا کہ دوسرے وقت آنا تو لے جانا۔ (ابن سعد)

نعت رسول ﷺ

فاصلوں کو تکلف ہے ہم سے اگر
ہم بھی بے بس نہیں بے سہارا نہیں
خود انہی کو پکاریں گے ہم دور سے
راستے میں اگر پاؤں تھک جائیں گے

جیسے ہی سبز گنبد نظر آئے گا
بندگی کا قرینہ بدل جائے گا
سر جھکانے کی فرصت ملے گی کسے
خود ہی آنکھوں سے سجدے ٹپک جائیں گے

ہم مدینے میں تنہا نکل جائیں گے
اور گلیوں میں قصداً بھٹک جائیں گے
ہم وہاں جاکے واپس نہیں آئیں گے
ڈھونڈتے ڈھونڈتے لوگ تھک جائیں گے

اے مدینے کے زائر خدا کے لیے
داستان سفر مجھ کو یوں نہ سنا
دل تڑپ جائے گا بات بڑھ جائے گی
میرے محتاط آنسو چھلک جائیں گے

♥ ♡ ♡ ♥

درود شریف احادیث شریف کی روشنی میں

ہم سب مسلمان ہیں بحیثیت مسلمان ہمیں درود شریف کے فوائد معلوم ہیں اور معلوم ہونا بھی چاہئیں کہ ہماری نجات کے راستے کسی حد تک آسان ہو جاتے ہیں، ویسے تو درود شریف کے بے حساب فوائد ہیں لیکن جو فوائد صحیح احادیث اور روایت سے ثابت ہیں آج وہ یہاں بیان کیے جا رہے ہیں تاکہ آپ طب نبوی ﷺ کا مکمل اور پورا فائدہ حاصل کر سکیں۔

درود شریف پڑھنے کا سب سے بڑا فائدہ تو یہی ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ حضرتؐ پر درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اور فرشتے اس شخص پر دس مرتبہ درود بھیجتے ہیں اور اس شخص کے دس درجے بلند ہوتے ہیں اور دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس برائیاں ختم ہوتی ہیں۔

ایسے شخص کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اس پر واجب ہوتی ہے۔

درود شریف پڑھنے والا شخص قیامت کے روز آنحضرت کے پاس رہے گا اور قیامت کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے کام آئیں گے۔

درود شریف پڑھنے سے دین و دنیا کے کام پورے ہوتے ہیں اور گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے۔

درود شریف سے بیمار کو شفاء ہوتی ہے اور دشمن پر فتح حاصل ہوتی ہے۔

درود شریف پڑھنے والے شخص پر ملائکہ ہر وقت رحمت بھیجتے ہیں اور قلب کی صفائی ہوتی ہے۔

گھر میں اور مال میں برکت ہوتی ہے۔ درود پڑھنے والے شخص کی کئی پشتوں میں درود شریف کی برکت کا ظہور رہتا ہے۔

سکرات موت سے نجات ہوتی ہے۔

درود شریف پڑھنے والا شخص ہول قیامت سے امن میں رہے گا اور دنیا میں نجات ملے گی۔

درود شریف کی برکت سے بھولا خواب یاد آتا ہے۔

تنگ دستی دور ہوتی ہے اور امن و سکون رہتا ہے۔

جس مجلس میں درود شریف پڑھا جاتا ہے تو اس تمام مجلس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت ڈھانک لیتی ہے اور اس کا پڑھنے والا شخص پل صراط سے نہایت آسانی اور عجلت سے گزر جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں ایسے شخص کا تذکرہ ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بڑھتی ہے اور آنحضرت کو ایسے شخص سے محبت ہو جاتی ہے۔

درود شریف پڑھنے والے کو خواب میں آنحضرتؐ کی زیارت اور قیامت کے روز مصافحہ نصیب ہو گا اور اس شخص سے فرشتے بھی مصافحہ کریں گے اور مرحبا کہیں گے۔

درود شریف کو فرشتے سونے چاندی کے قلم سے لکھتے ہیں اور حق تعالیٰ اس شخص کا درود اس طرح پہنچاتے ہیں کہ فلاں شخص نے آپ کو سلام کہا ہے۔

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر جا کر کوئی سلام کرے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام نصیب ہوتا ہے، ایسے سلام کو لاکھوں کرامتوں اور فوائد سے افضل سمجھنا چاہیے۔

درود شریف کی خاصیت یہ ہے کہ تین روز تک اس کے پڑھنے والے کے گناہ نہیں لکھے جاتے اور وہ اس لیے کہ یہ شخص شاید توبہ کر لے تو گناہ ختم ہو جائیں۔

درود شریف پڑھنے والا شخص اس کی برکت سے عرش کے سائے میں کھڑا کیا جائے گا اور اس کے پڑھنے سے اعمال کا پلڑا قیامت میں بھاری ہو جائے گا اور قیامت کے روز پیاس سے امن میں رہے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض بزرگوں کا خواب میں منہ تک چوم لیا، کیونکہ یہ حضرات درود شریف پڑھا کرتے تھے۔

روزانہ رات کو سونے سے قبل ایک سو گیارہ مرتبہ

درود شریف کی تسبیح پڑھنے سے رزق حلال میں برکت ہوتی ہے اور گھر میں رونق ہوتی ہے۔

جس شخص کے کان میں شور و غل ہوتا معلوم ہو تو اس کو چاہیے کہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرے اور درود شریف کے بعد یہ کلمات پڑھے "ذکر اللہ بخیر من ذکرنی۔"

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب مسلمانوں کو درود شریف پڑھنے کی توفیق عنایت فرمائے اور اس کی برکات سے مستفید فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

صدقے کی اہمیت!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا۔

ایک آدمی نے سوچا کہ میں آج ضرور کچھ خیرات کروں گا۔ چنانچہ وہ رات کو صدقہ دینے کے لیے مال لے کر نکلا مگر (اندھیرے کی وجہ سے) ایک چور کے ہاتھ میں دے آیا۔ صبح ہوئی تو لوگوں میں چرچا ہوا کہ آج رات ایک چور کو خیرات دی گئی۔ اس آدمی نے (یہ سنا تو) کہا اے میرے اللہ، حمد تیرے ہی لیے ہے کہ صدقہ ایک چور کو مل گیا! اب آج رات میں پھر خیرات کروں گا۔

چنانچہ وہ پھر صدقہ دینے کے لیے نکلا مگر اب کی بار ایک بدکار عورت کے ہاتھ پر رکھ آیا۔ صبح ہوئی تو لوگوں میں پھر چرچا ہوا کہ آج رات ایک بدکار عورت کو خیرات دی گئی۔ اس آدمی نے یہ سنا تو کہا اے میرے اللہ، حمد تیرے ہی لیے ہے کہ صدقہ ایک بدکار عورت کو مل گیا اب آج رات میں پھر خیرات کروں گا۔

(تیسری رات) وہ پھر نکلا مگر اب کے صدقہ ایک دولت مند شخص کو دے آیا۔ صبح ہوئی تو لوگوں میں پھر چرچا ہوا، آج رات ایک دولت مند شخص کو خیرات دی گئی۔

اس آدمی نے سنا تو کہا اے میرے اللہ ساری حمد تیرے لیے ہے کہ صدقہ کبھی ایک چور کو کبھی ایک بدکار عورت کو اور کبھی ایک دولت مند کو مل گیا۔

اسے خواب میں بتایا گیا "تیرے سارے صدقات قبول ہو گئے ممکن ہے کہ جو صدقہ تو نے چور کو دے دیا وہ اسے چوری سے باز رکھے، جو تو نے ایک بدکار عورت کو دے دیا، وہ اسے بدکاری سے باز رکھے اور جو تو نے دولت مند کو دے دیا اس سے وہ عبرت پکڑے اور جو کچھ اللہ نے اسے دیا ہے اس میں سے خرچ کرے۔ (آمین)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا۔

ایک آدمی جنگل میں کھڑا تھا اس نے بادل میں سے ایک آواز سنی، جا اور فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر (اس نے دیکھا کہ) وہ بادل ایک جانب بڑھا اور ایک پتھریلی زمین پر پانی برسا آیا وہ پانی چھوٹی چھوٹی نالیوں میں بہنے لگا اور پھر سب ایک نالے میں جمع ہو گیا۔

وہ آدمی یہ معلوم کرنے کے لیے کہ یہ پانی کہاں جاتا ہے، نالے کے ساتھ ساتھ چلا۔ یہاں تک کہ اس نے ایک شخص کو دیکھا جو اس پانی کو اپنے باغ میں بیلچے سے ادھر ادھر پھیلا رہا تھا۔

اس آدمی نے (باغ والے سے) پوچھا اے بندہ اللہ تیرا نام کیا ہے؟ باغ والے نے کہا میرا نام فلاں ہے (یعنی وہی نام بتایا جو اس نے بادل سے سنا تھا) پھر اس نے سوال کیا، اے اللہ کے بندے تو نے میرا نام کیوں پوچھا؟

اس آدمی نے جواب دیا۔ "میں نے بادل میں سے جس کا یہ پانی ہے آواز سنی تھی کہ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر (یعنی تیرا نام لیا) تو اپنے باغ میں ایسا کون سا نیکی کا کام کرتا ہے؟ (کہ بادل کو تیرا نام لے کر حکم ہوا کہ تیرے لیے پانی برسائے)

باغ والے نے کہا۔ "تو نے یہ بات بتائی ہے تو میں بھی بتاتا ہوں جو کچھ میرے باغ میں پیدا ہوتا ہے میں اس کا ایک تہائی صدقہ کر دیتا ہوں۔ ایک تہائی اپنے اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہوں اور ایک تہائی اسی باغ میں (اس کی ترقی کے لیے) لگا دیتا ہوں (مسلم)

رزق کی قدر

ایک مرتبہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ "اے اللہ کے رسول ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔" آپ نے سوال کیا "کون سی بات؟"

اس نے جواب دیا۔ "میری دولت کم نہیں ہوتی حالانکہ میں خیرات بھی کرتا ہوں، زکواۃ وغیرہ بھی دیتا ہوں، پھر بھی میری دولت بڑھ جاتی ہے کم نہیں ہوتی"

آپ نے فرمایا "تم گھوڑے پر بیٹھ کر چنے اور کھجوریں کھاؤ" وہ شخص چلا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورے پر عمل کیا۔ کھاتے کھاتے گھوڑے کے ہلنے کی وجہ سے ایک چنے کا دانہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر گیا کافی کوشش کے باوجود ریت کی وجہ سے وہ دانہ نہ ملا آخر اس نے ریت کو چھلنی سے چھاننا شروع کیا۔

آخر کار اسے وہ دانہ مل گیا۔ اس نے اسے کھالیا۔ واپس آکر تمام واقعہ اس نے حضور کے گوش گزار کیا۔ واقعہ سن کر حضور کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور فرمایا کہ "جو شخص رزق کی اتنی قدر کرتا ہو اس کا رزق بھلا کس طرح کم ہو سکتا ہے۔"

پیارے نبی کی پیاری سنتیں

روزمرہ کے معمولات میں کتنے ہی ایسے کام ہیں جن کو ہم کر تو لیتے ہیں لیکن یہ نہیں جان پاتے کہ مذہبی لحاظ سے اس کام کو کرنے کا کیا طریقہ ہے اگرچہ کسی تقریب میں شرکت کے وقت ہم لباس اور اس کے ساتھ کی تمام اشیاء کو بخوبی یاد رکھتے ہیں۔ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ ہم نے سرخ لباس اور اس کے ساتھ سفید شلوار پہن لی ہو یا کالے سوٹ پر نیلا دوپٹہ بلا ضرورت پہن لیا ہو، لیکن ہم یہ نہیں خیال کرتے کہ مسلمان ہونے کے ناطے ہم پر دن بھر کے معمولات میں کیا فرائض شامل ہیں، ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں زندگی گزارنے کے کیا اطوار تھے جن پر عمل کرنا سنت کہلاتا ہے۔

آئیے آج ہم آپ کو پیارے نبی کی پیاری سنتوں سے آگاہ کریں۔

سو کر اٹھنے کی سنتیں

صبح جب آنکھ کھلے تو تین بار "الحمد اللہ" پڑھیں پھر کلمہ طیبہ پڑھیں۔

صبح اٹھ کر مسواک کریں۔

جب صبح اٹھ کر کپڑے بدلیں تو پہلے پاجامہ یا شلوار میں پہلے سیدھا پاؤں ڈالیں پھر الٹا پاؤں ڈالیں اسی طرح سے قمیص پہنتے وقت پہلے سیدھا ہاتھ پھر الٹا ہاتھ ڈالیں، یہی طریقہ جوتے پہننے کا ہے ہاں جب کپڑے اتارنے ہوں تو پہلے بایاں پاؤں باہر نکالیں، پھر دایاں یہی طریقہ جوتے اتارتے وقت استعمال کریں۔

صبح اٹھ کر جب بیت الخلا جائیں تو یہ دعا ضرور پڑھیں۔ "**بسم اللہ الھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث**"

اس دعا کی برکت سے بندے اور شیاطین کے درمیان پردہ آجاتا ہے، بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں اور پھر دایاں پاؤں رکھیں۔

باہر سے آنے والا شخص جب گھر آئے اور کچھ افراد کو سوتا پائے تو اس طرح سے سلام کرے کہ جاگنے والا سن لے اور سونے والے کی نیند نہ خراب ہو۔

سوتے وقت کی سنتیں

باوضو ہو کر سونا سنت ہے۔

بستر پر لیٹتے وقت اسے تین بار جھاڑ لیں۔

سونے سے پہلے دوسرے کپڑے تبدیل کرنا سنت ہے۔

سونے سے پہلے بسم اللہ کہتے ہوئے درج ذیل امور انجام دیں۔

دروازہ بند کریں۔

چراغ بجھا دیں۔

مشکیزہ کا منہ باندھیں۔

برتن ڈھک دیں۔

سوتے وقت ہر آنکھ میں تین تین سلائی سرمہ لگانا عورت اور مرد کے لیے مسنون ہے۔

سونے کا ارادہ ہو تو قرآن شریف کی آیات اور سورتیں پڑھنا سنت ہے۔

اگر خواب میں کوئی ڈراونی بات نظر آئے اور آنکھ کھل جائے تو "اعوذباللہ من الشطین الرجیم" تین بار پڑھ کر بائیں جانب تین بار تھوک دو اور کروٹ بدل کر سو جاؤ۔ سونے اور جاگنے کی سنتیں تو معلوم ہو گئیں اب کھانا کھانے کی کچھ سنتیں۔

دستر خوان بچھانا دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا بسم اللہ پڑھنا بلند آواز سے۔

سیدھے ہاتھ سے کھانا' کھانے کی مجلس میں جو سب سے بزرگ ہو اس سے کھانا شروع کرانا' کھانا اپنے آگے سے کھانا' ٹیک لگا کر نہ کھانا' کھانے میں کوئی عیب نہ نکالنا' جوتے اتار کر کھانا' کھانے کے وقت ایک گھٹنا کھڑا اور دوسرا بچھا کر بیٹھیں یا دونوں گھٹنے زمین پر بچھا کر قعدہ کی طرح بیٹھیں اور تھوڑا آگے کی طرف جھک کر بیٹھیں' کھانے کے بعد برتن اور پیالے وغیرہ کو صاف کرلیں تو برتن دعا دیتا ہے' کھانے کے بعد اللہ کا شکر ادا کرنا' کلی کرنا۔

رسول اللہ نے فرمایا۔ "جب دستر خوان بچھایا جائے تو اس پر سے کوئی شخص نہ اٹھے یہاں تک کہ دستر خوان پر بیٹھے ہوئے دوسرے افراد اپنا کھانا نہ ختم کرلیں اس وقت تک دستر خوان نہ اٹھایا جائے' کہیں ایسا نہ ہو ایک شخص نے کھانا پیٹ بھر کر نہ کھایا ہو اور وہ کھا رہا ہو تو آپ کی وجہ سے شرمندہ ہو کر اپنا ہاتھ روک دے۔"

پانی پینے کی سنتیں

دائیں ہاتھ سے پینا کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان پیتا ہے (مسلم)

بیٹھ کر پانی پینا۔

بسم اللہ کہہ کر پانی پینا اور پینے کے بعد الحمد اللہ پڑھنا (بخاری)

تین سانس میں پانی پینا ہر سانس پر برتن منہ سے الگ کرنا۔

پانی کے برتن میں دیکھ کر پینا۔

پانی پی کر اگر دوسروں کو دینا ہے تو پہلے داہنے والے کو دیں۔

لباس کی سنتیں

ہمارے پیارے نبیؐ کو سفید رنگ پسند تھا۔

قمیص یا کرتا وغیرہ پہنتے وقت پہلے دایاں ہاتھ آستین میں ڈالیں اسی طرح شلوار یا پاجامے میں پہلے دایاں اور پھر بایاں پاؤں ڈالیں۔

لباس سے بے حیائی نہ ظاہر ہوتی ہو۔

عورت کا سارا جسم ڈھکا ہونا چاہیے۔

لباس موٹے کپڑے کا ہو۔

بالوں کی سنتیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے بالوں کی لمبائی کانوں کے درمیان تک اور دوسری روایت کے مطابق کانوں تک اور ایک اور روایت کے مطابق کانوں کی لو تک تھی۔ (شمائل ترمذی)

خواتین کو سر کے بال لمبے رکھنے کا حکم ہے۔ زیر ناف بغل اور ناک کے بالوں کو چالیس روز کے گزارنے پر صاف کرلینا ضروری ہے۔

بالوں کو دھونا' تیل لگانا اور کنگھا کرنا سنت ہے' لیکن ایک آدھ دن بیچ میں چھوڑ دینا چاہیے۔

جب تیل ڈالنے کا ارادہ ہو تو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں تیل لے کر سر میں تیل ڈالیں' تیل ڈالنے کی ابتداء پیشانی کی طرف سے کریں۔

کنگھا دائیں طرف سے کرنا شروع کردیں۔

ناخن کاٹنے کی سنت

داہنے ہاتھ کی شہادت والی انگلی سے ناخن کاٹنا شروع کردیں اور چھوٹی انگلی تک جائیں پھر بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے شروع کرکے انگوٹھے تک آجائیں آخر میں دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن کاٹیں۔

بچے کی پیدائش کے بعد تھوڑی سی کھجور چبا کر اس کے منہ میں ڈالنی چاہیے اور بچے کے لیے دعا کرنی چاہیے۔
بعض علماء کا خیال ہے کہ اس علاج سے بچہ خوش اخلاق اور حلیم و بردبار ہوتا ہے۔

بچہ کا نام ساتویں دن رکھنا

حدیث شریف میں لکھا ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو ساتویں دن بچے کا نام رکھنا چاہیے۔ نام اچھا اور پسندیدہ ہونا چاہیے کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ اولاد کا نام اچھا رکھو' برا نام بچے کے لیے بدشگونی ہے اچھا نام ایسا ہونا چاہیے جیسے (عبداللہ' عبدالرحمان) اور چاہیے کہ بچے کے بال اتروا کر اس کے برابر چاندی تول کر صدقہ کردیں یا ایک یا دو بکرے ذبح کرکے صدقہ کردیں۔ اس عمل کی برکت سے بچہ محفوظ رہے گا۔

بچوں کے اخلاق پر دودھ کا اثر

تفسیر زاہدی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "اپنے بچے کو احمق اور فاحشہ عورتوں سے دودھ نہ پلواؤ کیونکہ دودھ کا اثر بچے کے جسم اور اخلاق پر اثر انداز ہوتا ہے۔"

فرشتوں کی دعا لینا

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص کھانے کے بعد برتن کو چاٹ کر صاف کردیتا ہے تو وہ برتن اس کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! اس شخص کو آگ سے نجات عطا فرما جس طرح اس نے مجھے شیطان کے ہاتھ سے نجات عطا فرمائی۔" اور رسول اللہ نے فرمایا کہ "اللہ کے مقررہ فرشتے اس شخص کے لیے دعا کرتے ہیں جو کھانے کے بعد اپنی انگلیاں چاٹ لیتا ہے' اس عمل میں تکبر جیسے مرض کا بھی بہترین علاج ہے۔"

فراوانی رزق کی تدبیر

رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ جو شخص دسترخوان پر سے گری ہوئی چیز ہمیشہ کھا لیا کرے اس کو ہمیشہ رزق حاصل رہے گا اور حضرت جابر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ کھانے کے وقت جب کوئی لقمہ گر جائے تو اس کو اٹھا کر اور پونچھ کر کھالینا چاہیے اور اس کو شیطان کے لیے نہ چھوڑنا چاہیے۔
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ عمل تکبر کا بہترین علاج ہے اور بعض دوسری احادیث میں ہے کہ جو شخص دسترخوان سے گری ہوئی چیز اٹھا کر کھاتا ہے تو وہ جنت کی حوروں کا حق دار ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو اس کی اولاد کو جذام' برص اور جنون سے محفوظ رکھے گا۔

کھانا ہضم ہونے کا علاج

ابوداود میں ام معبد سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سرکہ بہترین سالن ہے۔ اے اللہ! سرکے میں برکت عطا فرما' جامع کبیر میں لکھا ہے کہ سرکہ میں یہ حکمت ہے کہ یہ کھانے کو ہضم کرتا ہے۔ ابن حبان نے عطا سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول کے نزدیک تمام سالنوں میں سب سے پیارا سالن سرکہ ہے اور حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ سرکہ بہترین سالن ہے اور حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سبز ترکاریاں بھی بہت مرغوب تھیں۔ کنز العباد میں ہے کہ اس میں یہ حکمت ہے کہ جس دستر خوان پر سبز ترکاری ہوتی ہے اس جگہ فرشتے آتے ہیں۔

ابو نعیم نے کتاب الطب میں لکھا ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اے علی! زیتون کھایا کرو اور اس کے تیل کی مالش کیا کرو اس لیے کہ جو شخص روغن زیتون کی مالش کرتا ہے اس کے پاس چالیس روز تک شیطان نہیں آتا۔ علماء لکھتے ہیں کہ زیتون میں اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے خواص اور فائدے لکھے ہیں اگر اس کا اچار سرکہ میں ڈال کر کھائے تو معدہ قوی ہو جاتا ہے اور خوب بھوک لگتی ہے اور اس کے کھانے سے آدمی تندرست رہتا ہے اگر زیتون کا مغز آٹے اور چربی میں ملا کر برص کی جگہ لگائیں تو انشاء اللہ برص جاتا رہے گا اگر کوئی شخص زیتون سے کلی کرے، تو دانت مضبوط ہو جاتے ہیں۔ بچھو کے کاٹے پر لگانے سے اسی وقت ٹھنڈک پڑ جاتی ہے۔ اس کا تیل بالوں کو سیاہ کرتا ہے اور سدے کھول دیتا ہے۔ قبض دفع کرتا ہے اور زیتون کے ضماد سے درد سر جاتا رہتا ہے۔

پیٹ کے درد اور ہاضمہ کا علاج

ابو نعیم نے کتاب الطب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیٹ کی درد کی وجہ سے مسجد میں لیٹا ہوا تھا کہ رسول اللہ تشریف لائے اور پوچھا "کیا تم بیمار ہو؟" میں نے کہا "ہاں یا رسول اللہ!" فرمایا "اٹھ کر کھڑا ہو اور نماز پڑھ کیونکہ نماز میں شفا ہے۔" اور بعض روایات میں حضرت عائشہ سے منقول ہے کہ اللہ کے ذکر اور نماز سے کھانا ہضم کیا کرو اور کھانا کھاتے ہی نہ سو جایا کرو، اس سے تمہارے دل زنگ آلود ہو جائیں گے۔ (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذکر اللہ اور نماز دین و دنیا دونوں کے لیے مفید ہے)

❄ ❄ ❄

نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

جشن آمد رسول اللہ ہی اللہ
بی بی آمنہ کے پھول اللہ ہی اللہ
جب کے سرکار تشریف لانے لگے
حور و غلماں بھی خوشیاں منانے لگے
ہر طرف نور کی روشنی چھا گئی
مصطفیٰ کیا ملے زندگی مل گئی
اے حلیمہ تیری گود میں آگئے
دونوں عالم کے رسول اللہ ہی اللہ
چہرہ مصطفیٰ جب کے دیکھا گیا
چھپ گئے تارے اور چاند شرما گیا
آمنہ دیکھ کر مسکرانے لگیں
حوا مریم بھی خوشیاں منانے لگیں
آمنہ بی بی سب سے یہ کہنے لگیں
دعا ہو گئی قبول اللہ ہی اللہ
شادیانے خوشی کے بجائے گئے
شاد کے نغمے سب کو سنائے گئے
ہر طرف شور صلی علی ہو گیا
آج پیدا حبیب خدا ہو گیا
پھر تو جبرائیل نے بھی یہ اعلان کیا
یہ خدا کے ہیں رسول اللہ ہی اللہ
ان کا سایہ زمین پر نہ پایا گیا
نور سے نور دیکھو جدا نہ ہوا
ہم کو عابد نبی پر بڑا ناز ہے
کیا بھلا میرے آقا کا انداز ہے
جس نے سر سے ملی وہ شفا پا گیا
خاک طیبہ تیری دھول اللہ ہی اللہ

نعت رسول ﷺ

میں تو پنج تن کا غلام ہوں' میں مرید خیرالانام ہوں

مجھے عشق سروِ چمن سے ہے' مجھے عشق سارے چمن سے ہے

مجھے عشق ان کی گلی سے ہے' مجھے عشق ان کے وطن سے ہے

مجھے عشق ہے تو علی سے ہے' مجھے عشق ہے تو حسن سے ہے

مجھے عشق ہے تو حسین سے ' مجھے عشق شاہ زمن سے ہے

میرا شعر کیا میرا ذکر کیا' میری بات کیا میری فکر کیا

میری بات ان کے سبب سے ہے' میرا شعر ان کے ادب سے ہے

میرا ذکر ان کے طفیل سے' میری فکر ان کے طفیل سے

کہاں مجھ میں اتنی سکت بھلا' کہ ہو منقبت کا بھی حق ادا

ہوا کیسے تن سے وہ سر جدا' جہاں عشق ہو وہیں کربلا

میری بات انہی کی بات ہے' میرے سامنے وہی ذات ہے

وہی جن کو شیرخدا کہیں' جنہیں باب صلی علی کہیں

وہی جن کو آل نبی کہیں' وہی جن کو ذات علی کہیں

وہی آقا ہیں میں تو خادم ہوں میں تو پنج تن کا غلام ہوں

❄ ♡ ♡ ❄

نعت رسول ﷺ

نہ کہیں سے دور ہیں منزلیں نہ کوئی قریب کی بات ہے
جسے چاہے اس کو نواز دے یہ در حبیب کی بات ہے

جسے چاہا در پہ بلا لیا' جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

وہ بھٹک کے راہ میں رہ گئی یہ مچل کے در سے لپٹ گئی
وہ کسی امیر کی شان تھی یہ کسی غریب کی بات ہے

وہ خدا نہیں بہ خدا نہیں وہ مگر خدا سے جدا نہیں
وہ ہیں کیا مگر وہ ہیں کیا نہیں یہ محب حبیب کی بات ہے

ترے حسن سے تری شان تک ہے نگاہ و عقل کا فاصلہ
یہ ذرا بعید کا ذکر ہے وہ ذرا قریب کی بات ہے

تجھے اے منور بینوا درشہ سے چاہیے اور کیا
جو نصیب ہو کبھی سامنا تو بڑے نصیب کی بات ہے

❄ ❄ ❄

نعت رسول ﷺ

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

آب زم زم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جود شہ کوثر کا بھی دریا دیکھو

زیر میزان ملے خوب کرم کے چھینٹے
ابر رحمت کا یہاں زور برسنا دیکھو

دھوم دیکھی ہے در کعبہ پہ بے تابوں کی
ان کے مشتاقوں میں حسرت کا تڑپنا دیکھو

خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلاف کعبہ
قصر محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو

واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا
یاں سیہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو

غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

❊ ❊

نعت رسول ﷺ

زمین وزماں تمہارے لیے مکین ومکاں تمہارے لیے
چنین وچناں تمہارے لیے بنے دو جہاں تمہارے لیے

دہن میں زباں تمہارے لیے بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

یہ شمس وقمر یہ شام وسحر یہ برگ وشجر یہ باغ وثمر
یہ تیغ وسپر یہ تاج وقمر یہ حکم رواں تمہارے لیے

نہ روح امیں نہ عرش بریں نہ لوح مبیں کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لیے

خلیل ونجی مسیح وصفی سب ہی سے کہی، کہیں بھی نہیں
یہ بے خبری کے خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لیے

❄ ♡ ♡ ❄

نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

لم یات نظیرک فی نظر، مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سرسو، ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

البحر علا والموج طغی، من بے کس وطوفاں ہوشربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا، موری نیا پار لگا جانا

یا شمس نظرت الی لیلی، چوں بطیبہ رسی عرض بکنی
توری جوت کی جھل جھل جگ میں رچی موری شب نے نہ دن ہونا جانا

لک بدر فی الوجہ الاجمل، خط ہالہ مہ زلف ابر اجل
تورے چندن چندر پروکنڈل، رحمت کی بھرن برسا جانا

انانی عطش وسخاک اتم، اے گیسوئے پاک اے ابر کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم، دو بوند ادھر بھی گرا جانا

یا قافلتی زیدی اجلک، رحمی برحست تشنہ لبک
مورا جیرا لرجے درک درک، طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا

واھا لسو یعات ذہبت، آں عہد حضور بار گہت
جب یاد آوت موہے کرنہ پرت، دردا وہ مدینہ کا جانا

القلب شج والھم شجوں، دل زار چناں جاں زیر چنوں
پت اپنی بپت میں کاسے کہوں، مرا کون ہے تیرے سوا جانا

❄ ❄ ❄

نعت رسول ﷺ

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

عمل کی میرے اساس کیا ہے بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت بس ان کی نسبت میرا تو بس آسرا یہی ہے

عطا کیا مجھ کو درد الفت کہاں تھی یہ پر خطا کی قسمت
میں اس کرم کے کہاں تھا قابل حضور کی بندہ پروری ہے

بشیر کہیے نذیر کہیے انہیں سراج منیر کہیے
جو سر بسر ہے کلام ربی وہ میرے آقا کی زندگی ہے

کسی کا احسان کیوں اٹھائیں کسی کو حالات کیوں بتائیں
تم ہی سے مانگیں گے تم ہی دو گے تمہارے در سے ہی لو لگی ہے

انہی کے در سے خدا ملا ہے انہی سے اس کا پتا چلا ہے
وہ آئینہ جو خدا نما ہے جمال حسن حضور ہی ہے

شعور وفکر ونظر کے دعوے حد تعین سے بڑھ نہ پائیں
نہ چھو سکے ان بلندیوں کو جہاں مقام محمدی ہے

یہی ہے خالد اساس رحمت یہی ہے خالد بنائے رحمت
نبی کا فرمان زندگی ہے نبی کا عرفان بندگی ہے

❄ ❄ ❄

سلام

یارسول اللہ تیرے در کی فضاؤں کو سلام
گنبد خضرا کی ٹھنڈی چھاؤں کو سلام
والہانہ جو طواف روضہ اقدس کرے
مست و بے خود وجد میں آتی ہواؤں کو سلام
جو مدینے کے گلی کوچوں میں دیتے ہیں صدا
تاقیامت ان فقیروں اور گداؤں کو سلام
مانگتے ہیں جو وہاں شاہ وگدا بے امتیاز
دل کی ہر دھڑکن میں شامل ان دعاؤں کو سلام
اے ظہوری خوش نصیبی لے گئی جن کو حجاز
ان کے اشکوں اور ان کی التجاؤں کو سلام
در پہ رہنے والے خاصوں اور عاموں کو سلام
یا نبی تیرے غلاموں کے غلاموں کو سلام
کعبہ کعبہ کے خوش منظر نظاروں پر درود
مسجد نبوی کی صبحوں اور شاموں کو سلام
جو پڑھا کرتے ہیں روزوشب تیرے دربار میں
پیش کرتا ہے ظہوری ان سلاموں کو سلام